مقالات

جناب احسان الحق رانا

اسلام کی تسخیر کا منصوبہ
خفیہ صلیبی جنگ

مغربی مسیحی حکومتوں اور اسرائیل کے گٹھ جوڑ اور اشتراکی روس کی اشیر باد سے ریاست اسرائیل کی توسیع کے لیے فلسطینیوں اور لبنانی مسلمانوں کا قتلِ عام موجودہ دور کا اہم مسئلہ ہے۔ اخبارات میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے لیکن اس مسئلہ کا مذہبی پہلو نظروں سے پوشیدہ ہے۔ ان صفحات میں اس پہلو پر بحث کی گئی ہے۔

ہمارے نزدیک اسلام کی تسخیر کے لیے یہ ایک خفیہ صلیبی جنگ لڑی جا رہی ہے۔ اس مذہبی جنگ کا مقصد مسلمانوں کو نابود کرنا اور اسرائیل کو وسعت دینا ہے۔ اس خفیہ منصوبے کا علم مسلمانوں کو اسی وقت ہو جانا چاہیے تھا جب مسیحی یہودی اتحاد کو پختہ کرنے کے لیے مسیحیوں کے پیشوا، نائب یسوع مسیح، پاپائے اعظم آنجہانی پوپ پال ششم نے یہودیوں کی گردنوں کو مصلوبیت مسیح کے خون سے اس فتوٰے کے ذریعے دھو کر پاک صاف کر دیا تھا جو انہوں نے ۲۱ نومبر ۱۹۶۴ء میں روم میں منعقدہ کلیسیائی کونسل سے متفقہ طور پر پاس کرایا تھا حالانکہ اس فتوے سے مسیحی کتبِ مقدسہ جھوٹی ٹھہرتی ہیں۔

مسیحی یہود دشمنی:

مسیحیت کی ابتداء سے یہودیوں کو مسیحی اپنا بدترین دشمن ٹھہراتے چلے آئے تھے۔ کیونکہ مسیحیوں کی کتبِ مقدسہ اناجیل کی رُو سے حضرت مسیح کو سزا دلوانے کے لیے یہودیوں نے حاکم یروشلم پیلاطس کی عدالت میں پیش کیا تھا۔ حاکم نے تفتیش کر کے یسوع کو بے قصور پا کر چھوڑنا چاہا تو یہودیوں نے متفقہ مانگ سے یسوع مسیح کو مصلوب کرانے کے لیے یہ کہا:

اُس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر" یہی وجہ ہے کہ چوتھی صدی عیسوی میں مسیحی برسرِ اقتدار آئے تو اس وقت سے لے کر انیسویں صدی کے اختتام تک مسیحیت کے پیروکاروں کے ہاتھوں محکوم یہودی ہمیشہ ذلیل و خوار اور ظلم و ستم کا شکار رہے۔ ان ایام میں امن و سکون یہودیوں کو صرف اسلامی حکومتوں میں ملتا تھا۔

مسیحی اسلام دشمنی:

مسیحیت کے پیروکار مسلمانوں سے اس لیے خائف رہے ہیں کہ وہ یہودیوں کو پناہ دیتے تھے۔ تاہم مسیحیوں کی اسلام دشمنی کی انتہائی وجہ یہ ہے کہ ظہورِ اسلام کے بعد مسیحیت پر سب سے بڑی افتاد یہ آن پڑی تھی کہ مسیحیوں کو نہ صرف اپنے مشرقی مقبوضات سے ہاتھ دھونے پڑتے تھے بلکہ ان ممالک کی بیشتر مسیحی آبادی کا اسلام قبول کر لینے سے مسیحی اکثریت اقلیت بن گئی تھی۔ ابتدائے اسلام یعنی حضرت عمرؓ کے عہد میں ارضِ فلسطین میں مقاماتِ مقدسہ کا چھن جانا مسیحیوں کے لیے اندوہناک حادثہ تھا اور یروشلم کا مسلمانوں کے ہاتھ آجانا تو گویا مسیحیت پر کوہِ الم کا ٹوٹ پڑنا تھا۔

صلیبی جنگیں:

فلسطین میں مسیحی مقاماتِ مقدسہ کو مسلمانوں سے چھین لینا مذہبی فریضہ قرار دیکر پاپائے روم نے مغربی مسیحی حکومتوں کو بھڑکایا اور انہوں نے متحدہ محاذ بنا کر فلسطین کے حصول کے لیے مسلمانوں کے خلاف کئی مذہبی جنگیں لڑیں۔ ان مذہبی جنگوں کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ مسیحیت کے پیروکار مسیحیوں نے یہ جنگیں اپنے کپڑوں پر صلیبی نشان لگا کر لڑی تھیں۔ اسی وجہ سے یہ صلیبی جنگیں کہلائیں۔

یہودی اور مسیحی دونوں بائبل کے پیروکار مذاہب ہیں، اس لیے دونوں کے نزدیک فلسطین ارضِ مقدس ہے لیکن صلیبی جنگوں کے دوران میں بھی مسیحیوں نے یہودیوں پر ظلم و ستم جاری رکھا کہ جب مسیحی یورپ سے ارضِ فلسطین کا رُخ کرتے تھے تو راستے میں وہ یہودیوں کو یہ کہہ کر قتل کرتے جاتے تھے کہ "یہی خدا کی مرضی ہے۔"

مسیحیوں نے مسلمانوں کے خلاف یہ مذہبی صلیبی جنگیں ۱۰۹۶ تا ۱۲۷۰ء کے دوران میں لڑی تھیں لیکن اسلام کے ہاتھوں مسیحیت کی ناکامی و شکست ان جنگوں کا انجام تھا۔ یہ ایک ایسا سانحہ تھا جسے مسیحیت کے پیروکار بھول نہیں سکتے۔ اس لیے مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا انتقام

لینا مسیحیوں نے اپنا مذہبی فریضہ بنا رکھا ہے۔

صلیبی جنگوں سے مسیحیوں نے یہ سبق حاصل کیا تھا کہ متحدہ امتِ مسلمہ کو آسانی کے ساتھ تسخیر نہیں کیا جا سکتا، اس لیے مسلم امۃ کا شیرازہ منتشر کرنے کے منصوبہ سے خفیہ صلیبی جنگ کا آغاز ہوا اس حیلہ سے مسیحیوں نے مسلمانوں کو سپین سے نابود کر دیا اور عربوں میں وطنیت و قومیت کے جذبات ابھار کر ترکوں کے خلاف لڑایا اور خلافتِ عثمانیہ کو پارہ پارہ کر دیا۔ پاکستان کو دو لخت کر کے بنگلہ دیش بنانے میں بھی نفاق کی تدبیر کارگر تھی۔

یہودی مسیحی گٹھ جوڑ:

یہودیوں کے مقابلہ میں مسیحیت کے پیروکار اسلام کو اپنا سب سے بڑا حریف سمجھتے ہیں، اس لیے انہوں نے یہودیوں کے ساتھ ساز باز کر کے صہیونیت کی تحریک کی بنیاد رکھی۔ اس کا مقصد یہودیوں کو فلسطین دلانا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے پہلی عالمی جنگ کے دوران میں اتحادی مسیحیوں نے قومیت کا جذبہ ابھار کر عربوں کو اسلامی وحدت سے برگشتہ کیا اور خلافتِ عثمانیہ کو ختم کرنے کے لیے عربوں کو آزادی دلانے کا وعدہ کیا اور اس طرح انہیں ترکوں کے خلاف لڑایا۔

اتحادی مسیحیوں اور عربوں کے ہاتھوں ترکوں کو شکست کا سامنا ہوا۔ اس پر مسیحیوں نے عربوں کو چھوٹی چھوٹی بے اثر ریاستوں میں بانٹ کر قوم پرست بن جانے والے مسلمانوں میں وطنیت کا احساس پیدا کیا، پھر انہیں آزاد کر دینے کی بجائے ان پر اپنا انتداب قائم کر لیا۔ یوں انہوں نے عربوں کو ذلت میں مستور کیا اور مسیحی برطانیہ نے اعلان بالفور کے ذریعے یہودیوں کا وطن قائم کرنے کے لیے صہیونیوں کو اطرافِ عالم سے فلسطین میں لا بسایا۔ ان صہیونی یہودیوں نے دہشت گردی کے ذریعے فلسطین کے اندر اسرائیل کی ریاست قائم کر لی۔

یہودی مسیحی اس گٹھ جوڑ کو ایک طرف پوپ پال ششم کے فتوے سے مستحکم کیا گیا تو دوسری طرف امریکہ کے سابق صدر جمی کارٹر نے ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کیا کہ اسرائیل کی ریاست کے قیام و بقاء کا ذمہ لینا امریکی حکومت کا مذہبی فریضہ ہے۔ اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے لیے اب صدر ریگن کی مسیحی حکومت اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کے ہر اس ریزولیوشن کو ویٹو کر دیتی ہے۔ جس کی زد اسرائیل کی توسیع پر پڑتی ہے، یا جس سے مسلمانوں کا قتلِ عام روکنا مقصود ہے۔

یہود کی اسلام دشمنی:

سوال یہ ہے کہ سولہ سو برس تک یہودیوں کو مسیحیوں کے ظلم و ستم سے اسلامی حکومتوں میں امان

ملتی رہی ہے۔ تو پھر کیوں مسلمانوں کے خلاف یہودیوں نے مسیحیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے احسان فراموشی کا ثبوت دیا ہے۔ اس سوال کا جواب بھی مذہبی جذبے میں مضمر ہے۔

اسلام قبول کر لینے سے انسان کا دل مذہبی رواداری اور وسیع القلبی سے سرشار ہو جاتا ہے اس جذبے سے مسلمان اپنے دشمن یہودیوں کو اسلامی ممالک میں پناہ دیتے رہے ہیں لیکن اس حسن سلوک کو یہودیوں نے سیاسی طور پر تو قبول کیے رکھا لیکن مذہبی طور پر ان کے دل مسلمانوں کے خلاف نفرت اور دشمنی سے بھرپور رہے ہیں کہ:

۱- ظہور اسلام سے پیشتر یہودی قبائل جزیرہ نمائے عرب میں بسے ہوئے تھے۔ یثرب یعنی مدینہ منورہ اور خیبر ان کے دو بڑے گڑھ تھے۔ سود در سود کی لعنت سے اقتصادی حالت بگاڑ کر اور جوڑ توڑ سے کمزور بنا کر یہودیوں نے عربوں میں بڑا اثر و رسوخ قائم کر رکھا تھا جب کہ دیگر ممالک میں وُہ غلامی اور ذلت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے۔ اسلام کی آمد سے یہودیوں کو نہ صرف یثرب اور خیبر سے نکلنا پڑا تھا بلکہ عربوں پر اثر و رسوخ ختم ہو جانے سے انہیں جزیرہ نمائے عرب کو بھی خیر باد کہنا پڑا تھا۔

۲- بائیبل کی رُو سے کنعان یعنی فلسطین یہودیوں کو خدا کی طرف سے دی گئی میراث ہے ظہور اسلام کے بعد سو سال کے عرصہ کے سوا مسلمان فلسطین پر قابض رہے ہیں اس لیے فلسطین کو مسلمانوں سے چھین کر وطن بنانا یہودی اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔

۳- یہودی اور مسیحی اہل بائیبل مذاہب ہیں۔ دونوں بائیبل کو الہامی کلام کے طور پر مانتے ہیں لیکن یہودیوں کو قاتلانِ مسیح ٹھہراتے ہوئے مسیحی یہودیوں کو الگ تھلگ رکھتے تھے۔ بائیبل کا مطالعہ جب عام ہوا تو دانشور مسیحیوں نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ کلام مقدس کی رُو سے فلسطین یہودیوں کا ملک موعود ہے، یہ اگر یہودیوں کو نہ مل سکا تو بائیبل کا کلام جھوٹا ٹھہرے گا چنانچہ بائیبل کے کلام کی صداقت قائم کرنے کے لیے یہودی مسیحی گٹھ جوڑ سے صیہونیت کی تحریک شروع کی گئی، روما کے پوپ نے یہودیوں کو قتل مسیح کے گناہ سے پاک کیا اور سابق صدر جمی کارٹر نے یہ اعلان کیا کہ اسرائیل کا تحفظ اس کا مذہبی فریضہ ہے۔ صدر ریگن اسی تحفظ میں پیش پیش ہے اور فلسطین کے حصول اور فلسطینیوں کو نابود کر دینے کے لیے بائیبل کے مندرجہ ذیل احکام پر عمل ہو رہا ہے۔

بائیبل کے جنگی احکام:

"اور خدا نے موآب کے میدانوں میں جو یریحو کے مقابل یردن (دریائے اردن) کے

(مغربی) کنارے پر واقع ہیں، موسیٰ سے کہا: بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ جب تم یردن کو عبور کر کے کنعان میں داخل ہو تو تم اس ملک کے سب باشندوں کو وہاں سے نکال دینا اور ان کے شبیہ دار پتھروں کو اور ان کے ڈھالے ہوئے بتوں کو توڑ ڈالنا اور ان کے سب اونچے مقاموں (عبادت گاہوں) کو مسمار کر دینا اور اس ملک میں قبضہ کر کے بسنا کیونکہ میں نے وہ ملک تم کو دیا ہے کہ تم اس کے مالک بنو۔" (گنتی باب ۳۳: ۵۰ تا ۵۳ فقرات)

دشمن پر فتح پا لینے پر بائیبل کا حکم یہ ہے: "جب خداوند تیرا اُن کو تیرے آگے شکست دلائے اور تو اُن کو مارے تو ان کو بالکل نابود کر دینا تو اُن سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا تو ان سے بیاہ شادی نہ کرنا، نہ اُن کے بیٹوں کو اپنی بیٹیاں دینا نہ اپنے بیٹوں کے لیے ان کی بیٹیاں لینا کیونکہ وہ تیرے بیٹوں کو میری پیروی سے برگشتہ کر دیں گے تاکہ وہ اور معبودوں کی عبادت کریں، یوں خداوند کا غضب تجھ پر بھڑکے گا اور وہ تجھ کو جلد ہلاک کر دے گا۔"

(استثنا ۷: ۲-۵)

تاکیداً اسرائیلیوں کو حکم دیا گیا:

"ان قوموں کے شہروں میں جن کو خداوند تیرا خدا میراث کے طور پر دیتا ہے کسی ذی نفس کو جیتا نہ بچا رکھنا۔" (استثنا ۲۰: ۱۶)

بنی اسرائیل کا جنگی طرزِ عمل:

دریائے اردن کو پار کر کے بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے جانشین یشوع کے ہمراہ کنعان میں داخل ہوئے تو بائبلی جنگی قوانین کی پیروی میں جو کچھ انہوں نے کیا اس کی چند مثالیں بائبل کی کتاب یشوع میں یوں ہیں:

۱- "اور انہوں نے سب کو جو شہر میں تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بڈھے کیا بیل کیا بھیڑ کیا گدھے سب کو تلوار کی دھار سے بالکل نیست کر دیا ہے، پھر انہوں نے اس شہر کو اور جو کچھ اس میں تھا سب کو آگ سے پھونک دیا۔ اور یشوع نے اس وقت ان کو قسم دے کر تاکید کی اور کہا کہ جو شخص اٹھ کر اس شہر یریحو کو بنائے وہ خداوند کے حضور ملعون ہو۔" (۶: ۲۱، ۲۴، ۲۶)

۲- "اور اسی دن یشوع نے مقیدہ کو سر کر کے اسے تہ تیغ کیا اور اس کے بادشاہ کو اور ان سب لوگوں کو بالکل ہلاک کر ڈالا اور ایک کو بھی باقی نہ چھوڑا اور مقیدہ

کے بادشاہ سے اس نے وہی کیا جو یریحو کے بادشاہ سے کیا تھا" (۱۰: ۲۸)

۳۔ پھر یشوع اس وقت لوٹا اور اس نے حصور کو سر کر کے اس کے بادشاہ کو تلوار سے مارا کیونکہ اگلے وقت میں حصور ان سب سلطنتوں کا سردار تھا اور انہوں نے ان سب لوگوں کو جو وہاں تھے تہ تیغ کر کے ان کو بالکل ہلاک کر دیا۔ وہاں کوئی متنفس باقی نہ رہا۔ پھر اس نے حصور کو آگ میں جلا دیا اور ان شہروں کے تمام مالِ غنیمت اور چوپایوں کو بنی اسرائیل نے اپنے واسطے لوٹ میں لے لیا لیکن ہر ایک آدمی کو تلوار کی دھار سے قتل کیا یہاں تک کہ ان کو بالکل نابود کر دیا اور ایک متنفس کو بھی باقی نہ چھوڑا جیسا خداوند نے اپنے بندے موسیٰ کو حکم دیا تھا، ویسا ہی موسیٰؑ نے یشوع کو حکم دیا اور یشوع نے ویسا ہی کیا اور جو جو حکم خداوند نے موسیٰ کو دیا تھا ان میں کسی کو اس نے پورا کیے بغیر نہ چھوڑا" (۱۱، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۱۵)

جنگی احکام سے روگردانی کا نتیجہ:

بائیبل کی رُو سے دشمن کے کسی متنفس کو زندہ نہ چھوڑنے کا حکم اہل بائبل کو خدا نے اس سختی کے ساتھ دے رکھا ہے کہ اس میں تھوڑی سی کوتاہی کرنے پر خدا کے غضب میں مبتلا ہونا پڑتا ہے اس کی ایک مثال بائبل میں اسرائیل کے پہلے بادشاہ ساؤل کا یہ قصہ ہے جو کتاب اسموئیل کے باب ۱۵ میں مرقوم ہے۔ اس قصہ کی رُو سے سموئیل نبی نے ساؤل بادشاہ کو خدا کا یہ حکم سنایا:

> "تو جا اور عمالیق کو مار اور جو کچھ ان کا ہے سب کو بالکل نابود کر دے اور ان پر رحم مت کر بلکہ مرد اور عورت اور ننھے بچے اور شیر خوار، گائے، بیل اور بھیڑ بکریاں اونٹ اور گدھے سب کو قتل کر ڈال اور ساؤل نے عمالیقیوں کو حویلہ سے شور تک جو مصر کے سامنے ہے مارا اور عمالیق کے بادشاہ اجاج کو جیتا پکڑا اور سب لوگوں کو تلوار کی دھار سے نیست کر دیا لیکن ساؤل نے ان بردوں کو اور جو کچھ اچھا تھا اسے جیتا رکھا اور ان کو نیست کرنا نہ چاہا لیکن انہوں نے ہر ایک چیز کو جو ناقص اور نکمی تھی نیست کر دیا"

عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج اور بردوں کو اور جو کچھ اچھا تھا اسے نابود نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ خداوند پچھتایا کہ ساؤل کو اسرائیل پر بادشاہ بنایا اور اپنے کیے پر نادم ہو کر خدا نے ساؤل اور اس کے خاندان سے بادشاہت چھین کر بائبل کے اس بیان کے مطابق حضرت داؤدؑ کو دیدی۔

"چونکہ تم نے (سب کچھ نابود نہ کر کے) خداوند کے حکم کو رد کیا، اس لیے اُس نے

تجھے رد کیا ہے کہ بادشاہ نہ رہے، خدا کے غضب سے ڈر کر ساؤل نے معافی مانگی تو "سموئیل نے اس سے کہا، خداوند نے اسرائیل کی بادشاہی تجھ سے آج ہی چاک کر کے چھین لی اور تیرے ایک پڑوسی حضرت داؤد کو جو تجھ سے بہتر ہے دے دی ہے"

اہلِ بائبل کی تنگ نظری:

بائبل کے احکام اہلِ بائبل کو اگر اس قدر تنگ نظر بنا دیں کہ جنگ کے دوران میں اور جنگ کے بعد وہ فریقِ مخالف کے جانوروں تک کو زندہ نہ رہنے دیں بلکہ ہر متنفس کو نیست و نابود کر کے دم لیں تو پھر بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ یہودی اسرائیل یا مسیحی امریکہ سے توقع رکھی جائے کہ وہ فلسطینیوں اور لبنانی مسلمانوں کو زندہ رہنے کا حق دیں گے۔ اہل بائبل فلسطینیوں کے مرد و زن، کیا جوان، کیا بوڑھے، کیا ننھے بچے اور شیر خوار سب کو ختم کر کے دم لیں گے نہ وہ ان پر رحم کریں گے، نہ ہی کوئی عہد ان سے باندھیں گے کہ اہلِ بائبل ہرگز یہ خطرہ مول نہیں لیں گے کہ وہ مسلمانوں کو زندہ چھوڑ کر خدا کے غضب میں مبتلا ہوں اور جلد ہلاک ہو جائیں۔ اسلامی ممالک کو یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جرمِ ضعیفی کے مرض میں مبتلا ہو جانے سے انہیں مرگِ مفاجات کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

قتال کا حیلہ:

بائبل نے یہ روا رکھا ہے کہ جوع الارض کی حرص پوری کرنے کے لیے ہر قسم کے حیلہ و بہانہ مکر و فریب اور جور و ظلم سے کام لیا جائے۔ اس کی مثال بائبل کی کتاب قضاۃ کے باب ۱۸ کا یہ قصہ ہے:

"ان دنوں اسرائیل کا کوئی بادشاہ نہ تھا اور ان ہی دنوں میں دان کا قبیلہ اپنے رہنے کے لیے میراث ڈھونڈتا تھا کیونکہ ان کو اس دن تک اسرائیل کے قبیلوں میں میراث نہیں ملی تھی۔ سو بنی دان نے اپنے سارے شمار سے پانچ سورماؤں کو صرعہ اور استال سے روانہ کیا۔ سو وہ پانچ شخص نکلے اور لیس میں آئے۔ انہوں نے وہاں لوگوں کو دیکھا کہ صیدانیوں کی طرح کیسے اطمینان سے رہ رہے ہیں کیونکہ اس ملک میں کوئی حاکم نہ تھا جو ان کو کسی بات میں ذلیل کرتا۔ وہ صیدانیوں سے بہت دور تھے اور کسی سے ان کو سروکار نہ تھا۔

"تب بنی دان کے چھ سو مرد جنگ کے ہتھیار باندھے ہوئے صرعہ اور استال سے روانہ ہوئے اور لیس میں ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جو امن چین سے رہتے تھے اور ان کو تہ تیغ کیا اور شہر کو جلا دیا اور بچانے والا کوئی نہ تھا کیونکہ یہ شہر صیدا سے دور تھا اور یہ لوگ کسی آدمی سے سروکار نہیں رکھتے تھے اور وہ شہر بیت رحوب کے پاس وادی میں تھا۔ پھر انہوں نے وہ شہر بسایا اور اس میں رہنے لگے اور اس شہر کا نام اپنے باپ دان کے نام پر جو اسرائیل کی اولاد تھا دان رکھا لیکن پہلے اس کا نام لیس تھا۔"

بائبل کے اس قصہ کی بطالت خود بائبل سے ہوتی ہے، کہ دان کے قبیلہ کو اس دن تک بنی اسرائیل کے قبیلوں میں کوئی میراث نہیں ملی تھی۔ یہ محض ایک حیلہ تھا، امن وچین سے بسنے والے لوگوں کو قتل کرنے اور ان کے شہر پر قبضہ کرنے کا۔ کیونکہ پیشتر ازیں حضرت موسیٰ کے جانشین یشوع کے عہد میں دان کے قبیلہ کو کنعان میں باقاعدہ طور پر میراث مل چکی تھی۔ جو جو شہر بنی دان کے حصہ میں آئے تھے ان کی تفصیل بائبل کی کتاب یشوع کے باب ۱۹، ۴۰ تا ۴۶ فقرات میں دی گئی ہے یہی نہیں، اس کے علاوہ یشوع ہی کے عہد میں "بنی دان نے جا کر لشم سے جنگ کی اور اسے سر کر کے تلوار کی دھار سے مارا اور اس شہر پر قبضہ کر کے بسے اور اپنے باپ دان کے نام پر لشم کا نام دان رکھا۔
(یشوع ۱۹: ۴۷)

مکر و قتال سے اسرائیل کا قیام:

یہی وہ حیلہ ہے جس سے فلسطین پر قبضہ کرنے کے لیے اہل بائبل نے صہیونیت کی تحریک کی بنیاد رکھی، اعلان بالفور کے ذریعہ صہیونی یہودیوں کو دیگر ممالک سے بلوا کر فلسطین میں آباد کیا، انہوں نے ملک کی دیکھ بھال کرنے کے بعد دہشت گردی سے فلسطینیوں کو مارا، ان کی املاک کو جلایا اور شہروں پر قبضہ کر لیا اس مقصد کے لیے جنگی مرد اشتراکی روس نے مہیا کیے کہ وہ بھی اہل بائبل کی اولاد ہیں اور اسلحہ مغربی مسیحی ممالک نے دیا۔

جن فلسطینیوں نے ادھر ادھر بھاگ کر جانیں بچائیں اب ان کا پیچھا کیا جا رہا ہے تاکہ ان کو قتل کر کے بائبل کا حکم بجا لایا جائے۔ اس حکم کے مطابق نہ تو ان پر رحم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان سے کوئی عہد باندھا جا سکتا ہے بلکہ ہر متنفس کو ہلاک کر کے فلسطینیوں کو نابود کیا جانا مقصود ہے۔

عربوں کی سادہ لوحی:

حیرت ہے کہ عرب ممالک ابھی تک اہل بائبل کی عیاری کو سمجھ نہیں پائے، اپنے اسلامی

تشخص کو کھو کر وُہ عرب قومیت کے دعویدار ہیں لیکن وُہ عرب بھی نہیں بن پاتے کیونکہ تہذیب نو کے آذر یعنی اہلِ بائبل کے تراشوائے ہوئے قومیت اور وطنیت کے بتوں کے پجاری بن کر مسلمان ممالک آپس میں جنگ و جدال کر رہے ہیں۔

لیبیا کا سردِ آہن برطانیہ کے خلاف آئرلینڈ کے گوریلوں کو اسلحہ تو دے سکتا ہے، لیکن اہلِ بائبل کے خلاف فلسطینیوں کی مدد کرنے میں اس پر سکوتِ مرگ طاری ہے۔ دیگر ممالک خدا سے دعائیں مانگنے اور اشتراکی روس اور مسیحی امریکہ سے التجائیں کرنے میں مصروف ہیں اور فلسطینیوں اور لبنانی مسلمانوں کو اکیلے چھوڑ کر ان کی ہلاکت کا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔

اہلِ بائبل کے بنائے ہوئے قومیت اور وطنیت کے صنم عرب ممالک کے اتحاد میں مانع ہیں۔ لبنان میں مسلمانوں کی ہلاکت پر وُہ یہ سمجھ کر خاموش ہیں کہ فلسطینیوں کے نابود کیے جانے سے ان کی ملوکیت پسند اور شخصی آمرانہ حکومتوں کو دوام ملے گا لیکن وُہ یہ نہیں جانتے کہ آج فلسطین ختم ہوا تو کل لبنان و شام کی اور پرسوں عراق و مصر کی باری آئے گی اور یکے بعد دیگرے عرب اور مسلم ممالک تسخیر کر لیے جائیں گے۔

خفیہ صلیبی جنگ کے ذریعے پاکستان کو نابود کرنے کا منصوبہ مسیحی برطانیہ نے ابتداء ہی میں تیار کر لیا تھا۔ اس ناپاک مقصد کے حصول کے لیے مسلم کشمیر ہندو ہندوستان کے حوالے کیا گیا تاکہ کش مکش سے ہندو کو ہمیشہ کے لیے پاکستانی مسلمانوں کے سروں پر سوار رکھا جائے۔ ہندوستان کے ذریعے پاکستان کو دولخت کر دینے کے بعد اب بقیہ پاکستان کے خلاف ایک طرف روس نبرد آزما ہے تو دوسری طرف ہندوستان اسلحہ کے انبار جمع کر رہا ہے۔

صلیبی اسرائیل کے ناپاک عزائم؛

خفیہ صلیبی جنگ کے منصوبے کا نظریہ کوئی ہماری اپچ نہیں ہے۔ الجیریا کے سابق صدر جناب احمد بن بلا بھی اہلِ بائبل اور اشتراکی رُوس کی ملی بھگت سے بنائے گئے خفیہ صلیبی جنگ کے منصوبہ کی نشاندہی کر چکے ہیں۔ یہ نشاندہی انہوں نے پچھلے برس جج سے فارغ ہو کر کی تھی۔

مسلمانوں کے خلاف خفیہ صلیبی جنگ کا مہلک ترین ہتھیار صیہونی اسرائیل ہے۔ اسرائیل دنیا کا واحد ملک ہے جس کی سرحدیں متعین نہیں کی گئیں اور نہ ہی اس نے اقوامِ متحدہ میں اسرائیلی سرحدوں کا کوئی نقشہ دے رکھا ہے بلکہ صیہونیوں نے اسرائیل کی پارلیمنٹ پر یہ الفاظ کندہ کر رکھے ہیں: "اے اسرائیل تیری سرحدیں نیل سے فرات تک ہیں"۔ نیل سے فرات تک کی سرحدوں

میں فلسطین لبنان، شام، ایران عراق اور مصر وغیرہ سبھی مسلم ممالک شامل ہیں۔

ایک خبر:

خفیہ صلیبی جنگ کے ہمارے نظریہ کی تصدیق اس خبر سے ہو جاتی ہے جو روزنامہ جنگ لاہور کے ۹/ اگست ۱۹۸۲ء کے شمارے میں نمایاں طور پر سرورق پر شائع ہوئی تھی یہ خبر اس طرح سے ہے:

"لندن ۸/ اگست بین الاقوامی حج سیمینار نے مسلم امۃ کو خبردار کیا ہے۔ اگر صہیونیت کا مقابلہ متحد ہو کر نہ کیا گیا تو عالمِ اسلام کو مسلسل خطرہ لاحق رہے گا۔ حج سیمینار نے عالم اسلام کی توجہ بین الاقوامی صہیونی تنظیم کے ترتیب کردہ اس نقشے کی طرف مبذول کرائی ہے جس میں مدینہ منورہ کو وسیع تر اسرائیل کی ایک ریاست قرار دیا گیا ہے۔ چار روزہ سیمینار میں جو گذشتہ رات شروع ہوا سفارش کی گئی ہے۔ کہ اسلام کے روایتی دشمنوں کے خلاف کوئی مشترکہ لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ کیونکہ صہیونی سازشوں سے عالم اسلام کے مقدس مقامات کو شدید خطرہ لاحق ہے۔"

مسلمانوں کے خلاف جس عالمی خطرے کو حج سیمینار کے شرکاء نے اسلام کے روایتی دشمنوں (یہودیوں) کی سازش سے منسوب کیا ہے۔ یہ درحقیقت یہودی مسیحی اشتراکی اور ہندو متحدہ محاذ کی مسلمانوں کے خلاف خفیہ صلیبی جنگ کی سازش ہے۔ اکیلے صہیونیوں کی بساط ہی کیا ہے کہ اسرائیل کی ہلاکت خیز جنگی قوت بیروت کے چھ ہزار فلسطینی مجاہدین سے خوف زدہ ہے۔ مسیحی حکومتیں اور اشتراکی روس صہیونیت کی پشت پناہ نہ ہوں تو صہیونیوں کا وجود ختم ہوتے میں دیر نہیں لگتی۔

فدائین کو سلام:

سلام ہو فلسطینی فدائین پر۔ اور ہم سلام بھیجتے ہیں مغربی بیروت کے نہتے امن پسند مسلمانوں کو کہ بے کس و بے بس ہوتے پر بھی انہوں نے فلسطینی فدائین کا ساتھ نہیں چھوڑا وہ اپنے ننھے منے اور شیر خوار بچوں تک کو قربانگاہ پر چڑھا رہے ہیں اور کربلا کی یاد تازہ کر کے امریکہ جیسی سپر پاور اور اسرائیل جیسی چنگیزی حکومت سے ہراساں نہیں۔ جب کہ دنیا کی متمول ترین اسلامی حکومتیں ٹیلی فون پر مسیحی امریکہ کے صدر ریگن کی ان سریلی دھنوں سے

لطف اندوز ہو رہے ہیں کہ نہ تو امریکہ اسرائیل سے ناراض ہے اور نہ اسرائیل کی فوجی و اقتصادی امداد بند کی گئی ہے اور امریکہ کا نمائندہ فلپ حبیب فدائین کو بیروت سے بھگانے کے لیے ہر قسم کی کوشش کر رہا ہے۔ دوسری طرف اشتراکی روس ہمنوا عربوں کو تسلیاں دے رہا ہے کہ فدائین کو سولی پر چڑھ جانے دو، رام بھلی کرے گا۔

ادھر ہندو ہندوستان مفلوک الحال پاکستان کے خلاف تسلسل کے ساتھ یہ رٹ لگا کر اپنے دانت تیز کیے جا رہا ہے کہ پاکستان کو ملنے والے امریکی اسلحہ سے ہندوؤں کی جانیں خطرہ میں ہیں۔

اندوہناک خبر:

یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ یہودیت و مسیحیت بائبل کے پیروکار مذاہب ہیں۔ بائبل کی پیروی میں یہودی مسیحی گٹھ جوڑ فلسطینیوں کو نیست و نابود کر دینے کے لیے بائبل کے اس حکم سے انحراف نہیں کرے گا:

"ان قوموں کے شہروں میں جن کو خداوند تیرا خدا میراث کے طور پر دیتا ہے، کسی متنفس کو جیتا نہ بچا رکھنا" (استثناء ۲۰:۱۶)

خواہ فلسطینی پاتال میں چلے جائیں، جہاں کہیں بھی وہ ہوں گے ان کے ہر متنفس کو ہلاک کر دینے کے لیے ڈھونڈ نکالا جائے گا جیسے ہٹلر کے کارندوں کو لاطینی امریکہ تک سے ڈھونڈ کر اسرائیل نے تختہ دار پہ لٹکایا تھا۔ اس نظریے کی تصدیق ۱۱ راگست ۱۹۸۲ء "جنگ" لاہور کے سرورق پر چھ کالمی شہ سرخی "اسرائیل نے فلسطینیوں کے انخلاء کا امریکی منصوبہ منظور کر لیا"، کے تحت شائع ہونے والی اس خبر سے ہوتی ہے۔

"بیروت ۱۰ راگست (ریڈیو رپورٹ، رائٹر، اپ ا) اسرائیلی کابینہ نے بیروت سے فلسطینیوں کے انخلاء کے بارے میں امریکی ایلچی فلپ حبیب کے مجوزہ منصوبہ کی اصولی طور پر منظوری دے دی ہے لیکن ساتھ ہی کہا ہے کہ اسرائیلی حکومت اس میں کچھ تبدیلیاں چاہتی ہے اور اسے ہر عرب ملک میں بھیجے جانے والے فدائین کی تعداد سے آگاہ کیا جانا چاہیے۔"

"ادھر اسرائیلی کابینہ نے فدائین کے بیروت سے انخلاء کے لیے امریکی ایلچی فلپ حبیب کے مجوزہ منصوبہ کی اصولی طور پر منظوری دے دی ہے۔ کابینہ کے سیکرٹری نے خصوصی اجلاس کے بعد بتایا کہ اسرائیلی حکومت اس منصوبے میں کچھ تبدیلیاں چاہتی ہے۔ اسرائیل نے اس

شرط پر منصوبہ سے اتفاق کر لیا ہے کہ اسے فدائین کے انخلاء کے بارے میں مکمل طور پر باخبر رکھا جائے کہ فدائین کس ملک میں بھیجے جا رہے ہیں۔

وائس آف امریکہ کے مطابق اسرائیل مختلف عرب ممالک میں بھیجے جانے والے فلسطینی فدائین کی صحیح تعداد جاننا چاہتا ہے، وہ یہ بھی جاننا چاہتا ہے کہ کس عرب ملک میں کتنے فدائین بھجوائے جائیں گے۔

فدائین اور عرب ممالک کی موت کا پروانہ:

فدائین کی صحیح تعداد اور انہیں بھیجے جانے والے عرب ممالک کے ناموں سے آگاہ کیے جانے کی اسرائیلی شرط مان لینا فلسطینی مجاہدین اور عرب ممالک کی موت کا پروانہ ہے کیونکہ ہر فلسطینی مجاہد کو گن گن کر قتل کرنا اور پناہ دینے والے ہر عرب ملک کا بہانے سے تیا پانچا کرنا اس سے مقصود ہے۔ امریکی اسرائیلی ملی بھگت سے مسلمان ہوشیار اور خواب خرگوش سے بیدار ہو جائیں، وہ ملتِ واحدہ بن کر جہاد کا بندوبست کریں۔

جب ختم ہوئی جنگ مجاہد نکل آیا:

آج کل کے اخبارات میں یہ خبریں قابل ذکر ہیں:

۱۔ لیبیا کے سربراہ کرنل قذافی نے خبردار کیا ہے کہ فلسطینی فدائین کو بیروت سے نکال کر جن عرب ملکوں میں بھیجا جائے گا وہاں بے چینی اور عدم استحکام پیدا ہوگا۔ امریکی ہفت روزہ ٹائم کو ایک انٹرویو میں انہوں نے لبنان کے بحران کی ذمہ داری دائیں بازو کے فلسطینی لیڈروں اور دائیں بازو کے حامی عرب ملکوں پر عائد کی۔ انہوں نے تنظیم آزادی فلسطین کے یاسر عرفات اور دوسرے لیڈروں پر بھی تنقید کی اور کہا کہ ان کو اب فلسطینیوں کی قیادت کرنے کا کوئی حق نہیں رہا۔ صدر قذافی نے دعوا کیا کہ لبنان کے بحران سے فلسطینیوں میں نئی قیادت ابھرے گی جو شکست خوردہ قیادت کی جگہ لے گی۔" (نوائے وقت لاہور ۲۰ ر اگست)

آپس میں اختلافات نہ نپٹا سکنے والے ممالک کی فوج بھلا صیہونیوں سے کیا نپٹے گی؟

۲۔ بائیں بازو کے قائدین کا یہ کارنامہ ملاحظہ ہو جو جنگ ختم ہونے پر مجاہد کا گھر سے باہر نکل آنے کے مصداق ہے۔ یہ کارنامہ اس وقت انجام پا رہا ہے جب فلسطینی فدائین کے ساتھ بیروت سے انخلاء کا معاہدہ طے پا گیا ہے۔ خبر کے اہم حصے یہ ہیں:

"اس دوران میں جنوبی یمن کے ڈپٹی پرائم منسٹر میجر جنرل علی انتار نے شام کی خبر رساں

ایجنسی "سنا" سے انٹرویو میں اعلان کیا ہے کہ لیبیا کے کرنل قذافی کی اپیل پر جنوبی اور شمالی یمنوں نے صیہونی حکومت سے لڑنے کے لیے فوج بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔

"فلسطینی فدائین کو پناہ دینے والے ممالک یہ ہیں:

شام: ۲۹۰۰، مصر: ۹۰۰، شمالی اور جنوبی یمن ۵۰۰، الجیریا: ۳۰۰، ایران ۲۵۰

(پاکستان ٹائمز لاہور ۲۰ اگست)

لیبیا کا نام ان ممالک میں شامل نہیں کیونکہ شکست خوردہ ٹھہرائی گئی دائیں بازو کی قیادت اور چند فدائین سے لیبیا کے استحکام اور اس کے بائیں بازو کی قیادت کو خطرہ دکھائی دیتا ہے۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خودغرض اور منافق قیادت سے مسلمانوں کو نجات دے۔

قارئین توجہ فرمائیں!

۱۔ جن قارئین کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے، ان کے نام آنے والے رسالے پر "آپ کا چندہ ختم ہے"، کی مہر لگا دی گئی ہے۔ لہٰذا یہ احباب وی۔پی۔پی وصول کرنے کے لیے تیار رہیں۔

۲۔ وی پی پیکیٹ میں اگر پرانا پرچہ بھیجا جاتے تو براہِ کرم اسے کسی بد دیانتی پر محمول نہ فرمائیں، وی۔پی۔پی وصول کر لینے کے بعد تازہ پرچہ عام ڈاک سے روانہ کر دیا جائے گا۔

۳۔ جو قارئین چند ہی ماہ بیشتر سالانہ زرِ تعاون بذریعہ وی۔پی۔پی ادا فرما چکے ہیں، اُن کے نام اگر دوبارہ وی۔پی۔پی روانہ کیا جا رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے وی۔پی۔پی کے ذریعے انہوں نے سابقہ واجبات کی ادائیگی فرمائی ہے جبکہ دوسرا وی۔پی۔پی آئندہ مدت کے لیے ہے ——— والسلام!

مینجر

انعام اللہ ساجد